خطاب حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 117

Track - 2

28:00

آدمی کو حاصل علم الاسماء کا حصول ضروری ہے''۔''

آپ سب ماشاء اللہ اس بات سے واقف ہیں کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے علم الاسماء سکھانے کے بعد اپنی ذاتی طرز فکر منتقل کی تھی۔ اس ذاتی طرز فکر کی بنیاد یہ تھی .... اور آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر پھینک دیا گیا۔ جنت سے زمین پر پھینک دینے کے بعد اللہ تعالیٰ چونکہ رحیم و کریم ہیں ، غفور الرحیم ہیں، ستار العیوب ہیں، غفار الذنوب ہیں۔ یہ فرمایا کہ اگر دوبارہ وہی طرز فکر جو خالق کائنات کی پسندیدہ طرز فکر ہے آپ نے اپنا لی تو آپ کو آپ کی اولاد کو اور آپ کی نسل کو دوبارہ جنت عطا کردی جائے گی۔ اور جنت میں رہنے کی اجازت دے دی جائے گی ۔جنت کی زندگی کو چھوڑنے کے بعد آدم جب زمین پر آئے تو سب سے پہلے انہیں محدودیت کا احساس ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنت میں آدم جس لامحدود علم سے واقف تھے یا جس لامحدود علم میں زندگی گزارتے تھے جنت کی زندگی چھوڑنے کے بعد آدم کو محدودیت کا علم ہوا۔ یعنی آدم لامحدود زندگی سے نکل کر محدود زندگی کے دائرے میں قید ہوگئے۔ یا انہوں نے اپنے لئے قید وبند کی زندگی کوپسند فرمالیا۔ یہ قید و بند کی زندگی ہو یا آزاد زندگی ہو دونوں کا تعلق طرز فکر سے ہے۔ اور طرز فکر کا تعلق براہ راست علم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آد م کو تخلیق کیا تو پہلے وہ علوم عطا کئے ... و علم آدم الاسماء کلھا...ان علوم کے بعد آدم کو نیابت اور خلافت عطا کی ۔ نیابت اور خلافت کا مطلب یہ ہے کہ خالق کائنات نے وہ طرز فکر آدم کے اندر منتقل کردی جس طرز فکر کی بنیاد پر کائنات کا پورا سسٹم جاری و ساری ہے۔ اور دوسری طرز فکر یہ ہوئی کہ آدم قید و بند میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوگئے۔ طرز فکر آزاد ہو طرز فکر لامحدود ہو طرز فکر محدود ہودونوں کا تعلق علم سے ہے۔ جو علم لامحدود ہے یا جو طرز فکر خالق کائنات کی طرز فکر ہے اس کو روحانی زبان میں یا تصوف کی زبان میں لاشعور کہا جاتا ہے اور جو طرز فکر محدود ہے اس کو روحانی زبان میں یانفسیات داں شعور کا نام دیتے ہیں۔ شعور ہو یا لاشعور ہودونوں کے لئے ایک طرز فکر کا تعین ہے اور یہ طرز فکر سیکھنے سے سکھانے سے قربت سے حاصل ہوتی ہے۔ جب آدم کو جنت میں بھیجا گیا تو پہلے اللہ تعالیٰ نے براہ راست علم الاسماء سکھائے۔ فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ جنات کو حکم دیا گیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ جنات کے گروہ میں سے ایک گروہ نے آدم کو سجدہ نہیں کیا۔ آدم کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کیاتو اللہ تعالیٰ نے اسے معتوب و ملعون قرار دے دیا۔ آدم کو یہ بتادیا

گیا کہ جو علم آدم کو اللہ تعالیٰ نے عطا کردیا ہے اس کی افادیت یہ ہے اور اس کی اہمیت یہ ہے کہ اگر اس علم کوتسلیم نہ کیا جائے تو اس علم کو تسلیم نہیں کرنے والا خالق کائنات کی نظر میں مردود اور لعین قرار پاجاتا ہے۔ جب آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر آگئے تو انہیں محدود شعور منتقل ہوا۔ اور جب محدود شعور منتقل ہوگیا تو ظاہر ہے لامحدود شعور سے ذہن ہٹ گیا۔ آدم علیہ السلام کی اولاد نے جب محدود دائرے میں زندگی گزارنے کا فیصلہ کرلیا تو بالکل شیطان کی طرح لامحدود زندگی سے اس نے جہالت اور نادانی میں اپنا مستقبل کھودیا۔ اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ آدم کی نیابت اور خلافت کوتسلیم کرلیا جائے تو انسان فرشتوں کی صف کا آدمی ہے۔اور آدم کی خلافت اور نیابت کو تسلیم نہ کیا جائے تو وہ آدمی جو ہے وہ شیطان کی صف کا آدمی ہے۔ شیطان میں آدمی میں کیا فرق ہے؟ شیطان نے باوجودیکہ اس بات کو جانتا تھاکہ آدم کے پاس تسخیر کائنات کے تمام علوم ہیں اور ان تسخیرکائنات کے علوم کی بنیاد پر آدم کی حاکمیت اللہ کے بعد پوری کائنات پر قائم ہے اس نے انکار کیا۔ اور وہ مردود ملعون قرار پاگیا۔ لیکن آج کے دور میں انسان اپنے گریبان میں جھانک کے دیکھے کہ آدم کی اولاد سب سے زیادہ اس بات سے منحرف ہے کہ آدم کو نیابت اور خلافت کا علم حاصل تھا۔ اس لئے کہ آدم زاد نے دنیا میں کبھی اس بات کی جدوجہد اور کوشش نہیں کی کہ آدم علیہ السلام کا جو ورثہ ہے جو علم الاسما ء ہے اسے کیسے حاصل کیا جائے۔ نہ صرف یہ کہ اس نے کوشش نہیں کی بلکہ آدم علیہ السلام کے ورثہ کو اجاگر کرنے کے لئے جتنے پیغمبر تشریف لائے ان کے راستے میں کانٹے بچھا دئیے گئے ، ان کو قتل کردیا گیا ، انہیں مار دیا گیا، انہیں شہر بدر کردیا گیا۔ پیغمبروں کی تعلیمات پر یا پیغمبروں کی طرز فکر پر عمل کرتے ہوئے جتنے اولیاء اللہ تشریف لائے ان کی زندگی بھی کوئی خوش گوار زندگی نہیں گزری۔ تاریخ میں آپ اس کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔ تو اب صورت یہ ہے کہ اگر انسانی نسل آدم کے علوم کو نہیں جانتایا آدم کے علوم کو سیکھنا نہیں چاہتایا آدم کے علوم کو اہمیت نہیں دیتی تو یہ ایک طرح کا آدم کے علوم سے انکار ہے۔ اور جب آدم کے علوم سے انکار ہے تو آدم کی حاکمیت سے بھی انکار ہے۔ اور جب آدم کی حاکمیت سے انکار ہے تو وہ آدم جو ہے وہ ظاہر ہے شیطان کی صف کا آدمی ہے۔ شیطان کی صف کا ہوگیا اس لئے کہ شیطان نے آدم کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کیاتو انسان بھی آدم کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کررہا ۔ جب ہم اس نقطہ نظر سے سوچتے ہیں تو آدم کا جو حشر جنت سے نکلنے کے بعد زمین بنانے کے بعد ہوا وہ ابھی تک قائم ہے۔اور یہ اس وقت ختم ہوگا جب آدم کی پوری نسل پوری اولاد آدم کی نیابت اور خلافت کے علوم کو حاصل کرے گی اور آدم کی نیابت اور خلافت کے علوم کو جہاں بھی ہوں گے سیکھے گی۔اور اگر آدم کی اولاد نیابت اور خلافت کے علوم کی قدر نہیں کرتی ، اہمیت نہیں دیتی، اپنے باپ آدم کا ورثہ نہیں سمجھتی تو پھر آدم کی حیثیت وہ ہرگز نہیں ہے جو زمین پر آنے سے پہلے جنت میں تھی۔ آدم کی اولاد اسفل

السافلین میں پڑی ہوئی ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم...انسان اللہ
تعالیٰ کی بہترین صناع ہے۔ بہترین صناعی کا مطلب یہ کہ کائنات میں کوئی
مخلوق اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس صناعی کی برابری نہیں کرسکتی۔ ثم
رددنہ اسفل سافلین ... لیکن اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی بہترین اسفل سافلین
میں گری ہوئی ہے۔ اسفل سافلین میں گری ہوئی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ کی جو بہترین صناعی ہے جو تخلیقی فارمولہ ہیں

equations

ہیں اس کی طرف انسان متوجہ نہیں ہے۔ اب اس سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے
کہ انسان چونکہ جنت کی زندگی سے نہ صرف یہ کہ دور ہے بلکہ جنت کی
زندگی کو اس نے کبھی تلاش بھی نہیں کیا۔ جنت میں خوشی کے علاوہ کچھ
نہیں ہے۔ یا آدم اسکن زوجہ جنة ... فکلوا منھا رغداً حیث شئتما ...ولا تقربا ھذہ
الشجرة و تکونا من الظالمین ...اے آدم تم اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں رہو اور
جہاں سے دل چاہے خوش ہوکر کھاؤ پیوہ ولاتقربا ھذہ الشجرة... اور ناخوشی
کے قریب نہیں جانا۔ اگر تم نے ناخوشی کی زندگی کو اختیار کرلیا تو جنت کی
زندگی سے نکل جاؤگے۔ وہی ہواکہ آدم جب ناخوش ہوگئے زمین نے ان کو قبول
کرلیا اور جنت نے انہیں رد کردیا۔ آدم جنت میں ایک مخصوص طرز فکر کے ساتھ
رہتے تھے۔ اور اب بھی جب تک وہ مخصوص طرز فکر آدم زاد کو حاصل نہیں
ہوگی آدم زاد جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ یہ قانون ہے۔ طرز فکر بنانے کے لئے
انسان کو ایک مخصوص حالات سے گزرنا پڑتا ہے ۔سب سے پہلے آپ اپنی پیدائش
پہ غور کریں ۔ ایک بچہ پیدا ہوتا ہے ۔ جب وہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو دو ماں باپ
ہوتے ہیں چار دادا دادی نانا نانی ہوتے ہیں۔ اور خاندان کے چار پانچ افراد اور
ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ کم سے کم اگر رشتہ داری ہو جب بچہ زمین پر آتا ہے تو
اس کو دس بارہ آدمیوں کا ماحول میسر آجاتا ہے۔ اور جس ماحول میں بچہ رہتا
ہے اسی ماحول کی مناسبت سے اس کی طرز فکر بن جاتی ہے۔ سیدنا حضور
علیہ الصلوٰة کا ارشاد عالی مقام ہے کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن
جس ماحول میں پیدا ہوتا ہے اس کے رہنے والے لوگ یا اس کے والدین اس کو وہ
طرز فکر منتقل کرتے ہیں جس طرز فکر میں وہ زمین میں گزار رہے ہوتے
ہیں۔ ہندو کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو ہندو بنادیتے ہیں۔ مسلمان کے ہاں
پیدا ہوا اس کو مسلمان بنادیتے ہیں۔ عیسائیوں کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس
کے والدین اسے عیسائی بنادیتے ہیں۔ یہ بالکل الگ بات ہے کہ کیا کوئی بنادیتا ہے
لیکن یہ بات امر مسلمہ ہے کہ تربیت کے لئے ایک ماحول کا ہونا ضروری ہے۔
جس طرح گھر میں ایک ماحول بنتا ہے بچہ اس ماحول سے وہی کچھ سیکھتا ہے
جو اس ماحول میں موجود ہے۔ مثلاً زبان وہی بولتا ہے جو اس کی مادری زبان
ہے ۔ کھانا اسی طرح کھاتا ہے جس طرح والدین کھاتے ہیں۔ ستر پوشی اسی
طرح کرتا ہے جس طرح اس کے خاندان والے کرتے ہیں۔ حالانکہ اسے ستر پوشی

کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ بچہ پیدا ہوتا ہے ستر پوشی اس کی نہیں ہوتی ہے لیکن ماحول اس کو اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ ستر پوشی ضروری چیز ہے۔ پھر ایسا وقت آتا ہے کہ وہ ستر پوشی کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ اسی صورت سے جس ماحول میں اونچی آواز سے بات کی جاتی ہے بچہ بھی چیخ چیخ کے بات کرتے ہیں۔ جس ماحول میں آرام سے بات کی جاتی ہے بچہ بھی آرام سے بات کرتے ہیں۔ جس ماحول میں مہمان نوازی ہوتی ہے اس ماحول میں رہنے والے بچے اچھے مہمان نواز ہوتے ہیں۔ بات یہ سمجھ میں آئی کہ ذہنی تربیت حاصل کرنے کے لئے اور طرز فکر بنانے کے لئے طرز فکر منتقل کرنے کے لئے ماحول کا ہونا ضروری ہے۔ خوش رہنے کے لئے جنت کا ماحول ضروری ہے۔ ناخوش رہنے کے لئے دنیا کا ماحول ضروری ہے۔تو طے یہ ہوا کہ طرز فکر ماحول کے بغیر نہیں بنتی اور طرز فکر ماحول کے بغیر نہیں منتقل ہوتی۔ یہ جتنے سلاسل ہیں... سلسلہ عظیمیہ ، نقشبندیہ، سہروردیہ ، چشتیہ دراصل یہ ایک ماحول ہے جو اچھی تربیت دینے کے لئے انسان کو میسر آتا ہے۔ اب جیسے آپ سب سلسلہ عظیمیہ کے سب افراد ماشاء اللہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہاں کا ایک ماحول ہے۔ اس ماحول کے جو بڑے لوگ ہیں ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ کو ایسی باتیں سکھائیں کہ جن سے آپ کی تربیت بھی ہو اور آپ کو طرز فکر بھی منتقل ہو۔ یہ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی یہ خصوصیت نہیں ہے یہ تمام سلاسل اس دنیا میں آئے سلسلے میں آنے والے لوگوں کی صحیح طرز فکر کے ساتھ تربیت ہوجائے۔ جس طرح ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اور ایک ماحول میں رہ کر تربیت حاصل کرتا ہے ۔ اب سلاسل کے اسباق الگ ہیں، طریقہ کار الگ ہے۔ تربیت کا الگ الگ ایک طریقہ ہے جیسے مختلف اسکول ہوتے ہیں طریقہ تعلیم الگ الگ ہوتا ہے۔ کوئی انگلش میڈیم ہے کوئی اردو میڈیم ہے۔ تو سلسلہ عالیہ عظیمیہ کا جو قاعدہ ہے یا اسکول ہے یا ماحول ہے اس ماحول میں بنیادی بات یہ ہے کہ انسان کو پہلے کسی بات کا علم ہونا چاہئے۔ یعنی اس کو تھیوری آنی چاہئیے۔ تھیوری کے بغیر ا س کا جو نالج ہے وہ صحیح نہیں۔ جب تک اس کو تھیوری نہیں آئے گی علم نہیں آئے گا بات نہیں بنے گی وہ پریکٹیکل میں نہیں جائے گا۔مثلاً اگر یہ انسان کو علم نہ ہو کہ کوئی چیز فرشتہ ہے تو وہ فرشتے سے ملاقات کا کبھی خیال بھی دل میں نہیں لائے گا ۔ فرشتے کو دیکھنا اسی وقت زیر بحث .... نوع .... انسانی کو معلوم ہے کہ فرشتے کو کوئی آدمی دیکھ ہی نہیں سکتا۔

سلسلہ عالیہ عظیمیہ میں اب تک جو کوششیں کی گئیں سب سے پہلے بنیادی کوشش یہ کی گئی کہ انسان کو اس علم سے روشناس کیا جائے جو علم آدم زاد کا ورثہ ہے۔ اس علم سے روشناس کیا جائے جس علم کی بنیاد پر فرشتوں نے آدم کی حاکمیت کو قبول کیااور سجدہ کیا۔ اس علم سے متعارف کرایا جائے کہ جس علم کے انکار پر فرشتے تو نہیں فرشتوں کے استاد ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے ملعون قرار دیا۔ تو ہماری کوشش شروع سے یہی رہی کہ ہم عظیمیہ سلسلہ کے افراد کو خواتین کو مردوں کو بچوں کو اس علم سے آگاہ کردیں جو اس کا

ورثہ ہے بحیثیت آدم کی اولاد کے۔ پھر اس علم کو سکھانے کے لئے پہلے قاعدہ کیا
ہوگا۔ جیسے اے بی سی ڈی ہوتی ہے ۔ پیدا ہوتا ہے پھر الف بے تے ثے پڑھ کر
پھر پہلی کی کتاب ہوتی ہے دوسری ہوتی ہے پھر میٹرک کرتا ہے آدمی پھر کالج
میں جاتا ہے پھر یونیورسٹی جاتا ہے پھر پی ایچ ڈی کرلیتا ہے۔ تو یہی صورت
سلسلہ علیہ عظیمیہ کے بڑوں نے اختیار کی، کہ پہلے عظیمی بچوں کو ابتدائی
نالج سے آشنا کیا جائے۔ پہلے یہ بتایا جائے کہ انسان کیا ہے۔ پہلے اس کو یہ بتایا
جائے کہ انسان کائنات میں نائب ہے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے اللہ تعالیٰ کے اختیار
کرنے والی ایک مخلوق ہے۔ آپ یقین کریں یہاں جتنے بھی جو کائناتی سسٹم ہے
جو چل رہا ہے اس کی ساری باگ ڈور انسانوں کے ہاتھ میں ہے۔ فرشتے بحیثیت
کارندے کے بحیثیت کلرک کے بحیثیت معاون کے وہ ہیں جبکہ باقی سب سارے کا
سارا سسٹم سارے کا سارا نظام انسانوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور انسان آدم کی
اولاد ہے۔ یہ کوشش اختیار کی گئی۔ پہلے ایک کتاب پڑھائی گئی ، پمفلٹ پڑھایا
گیا پھر دوسری کتاب دی گئی پھر تیسری کتاب دی گئی ۔ تقریروں میں تحریروں
میں ، نجی محفلوں میں، سوال و جواب میں آپ کو یہی بات بتائی گئی کہ انسان
جو ہے وہ اللہ کا نائب اور خلیفہ ہے۔ اور نیابت اور خلافت کا تعلق اللہ کے اس
علم سے ہے جو علم اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے علاوہ کسی کو نہیں عطا کیا۔
یعنی علم الاسمائ۔کتابوں سے، تحریروسے تقریروں سے ، آڈیو ویڈیو سے نکل کر
اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ ورکشاپ کا سلسلہ شروع ہوااور بتدریج
یہ سلسلہ بڑھتا رہا اتنا بڑھا اتنا بڑھا کہ یہاں یہ دوڈھائی سو آدمیوں کی
موجودگی اس بات کی سند ہے کہ لوگوںکے اندر علم سیکھنے کا علم کو سمجھنے
کا ذوق و شوق پیدا ہوگیا ہے۔ آج کی جو ورکشاپ ہے جو منعقد ہوئی اور آپ
لوگوں نے اس میں بہت سارے سوالات جوابات کئے ۔ میں تو گھومتا پھرتا رہا
ہوں دیکھتا رہا ہوں میرے ذہن میں یہ بات آئی اور یقینا آپ بھی اس بات سے
اتفاق کریں گے کہ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے بڑے لوگوں نے جو کوشش اور
جدوجہد کی ہے اس سے سلسلہ کے لوگوں کی ایک طرز فکر ضرور بنی ہے۔
بلکہ آپ یہ کہئیے کہ ان کے اندر ایک نیا دماغ پیدا ہوگیا ہے۔ نیا ذہن پیدا ہوگیا
ہے۔نئے شعور سے واقف ہوگئے ہیں۔ آپ لوگوں نے جس ذوق و شوق کے ساتھ
اس ورک شاپ میں حصہ لیا جس طرح علمی سوجھ بوجھ کے ساتھ، گہرے تفکر
کے ساتھ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی تعلیمات اور خدمت خلق کے موضوع پر تفکر
کیا ہے وہ اس بات کی میرے لئے بھی اور آپ کے لئے بھی نشاندہی ہے کہ اللہ کے
فضل و کرم سے ہم سیدھے راستے پر جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مزید توفیق
دے کہ ہم مزید سلسلہ علیہ عظیمیہ کے پلیٹ فارم سے زیادہ سے زیادہ علوم
سیکھیں ، ان علوم میں گہرائی کے ساتھ تفکر کریں ، ان پر خود بھی عمل پیرا
ہوں اور دوسروں تک بھی وہ علوم پہنچائیں۔ اس سلسلہ میں میں چند باتیں
حضور قلندر بابا کی میں نے نوٹ کی ہیں ... حضور قلندر بابا سلسلہ علیہ
عظیمیہ کے امام حضرت حسن اخریٰ سید محمد عظیم برخیا المعروف حضور

قلندر بابا اولیا کا ارشاد ہے جو بندہ خلوص نیت ، جذب و شوق اور ایثار کے ساتھ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنا دوست بنالیتا ہے۔ ایک مرتبہ پھر کہتا ہوں... جو بندہ خلوص نیت ، جذب و شوق اور ایثار کے ساتھ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنا دوست بنالیتا ہے۔سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے ارکان پر لازم ہے کہ وہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت ، قلندر بابا اولیا کی نسبت اور مرشد کریم کی طرز فکر سے عملی جدوجہد کے ساتھ روحانی مشن کو پھیلانے میں اپنی صلاحیتوں کو کام میں لائیں۔ آئیے آج کی اس پرنور تربیتی مجلس میں ہم عہد کریں کہ ہم آپس کی کدورتیں، اختلافات، تعصب اور تفرقہ کو ختم کرکے اللہ کے دوست قلندر بابا اولیا کے پیغام کو گھر گھر پہنچائیں گے۔آپ سے درخواست ہے کہ آپ گداز دل کے ساتھ آمین کہیں... آمین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اجتماعی طرز فکر کے ساتھ صراط مستقیم پر قائم رکھے آمین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذات کا عرفان نصیب فرمائے آمین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ آپ حضرات نے جس ذوق و شوق کے ساتھ ذہنی یکسوئی کے ساتھ ، دل جمعی کے ساتھ خدمت خلق اور سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی تعلیمات پر غور و فکر کیا اور اس سے اپنے آپ کو بھی مطمئن کیا آپ نے دوسروں کو بھی مطمئن کیا میں اس سے خوش ہوں آپ بھی ماشاء اللہ اس سے خوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جو کچھ یہاں پڑھا ہے ، سنا ہے ، سیکھا ہے، ڈسکشن کی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آپ حضرات کا بہت شکریہ!